OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:3, Issue: 1, Jan -June 2022
DOI:10.51665/al-duhaa.003.01.0171, PP: 293-309

اسلامی تصور معاد اور انسانی زندگی پر اس کے اثرات کا تحقیقی جائزہ

An Overview on Islamic Concept of Resurrection and Its Impact on Human Life

Published: 01-06-2022
Accepted: 15-05-2022
Received: 31-12-2021

Dr. Zia-Ud-Din
Lecturer, Department of Islamic and Arabic Studies, University of Swat
Email: Ziaud_din@hotmail.com
https://orcid.org/0000-0002-2027-3677

Shah Room Bacha
Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand
Email: shahroomuom@gmail.com
https://orcid.org/0000-0002-2555-6879

Shakeel Ur Rahman
PhD Scholar, Department of Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand
Email: daehaq@gmail.com
https://orcid.org/0000-0001-8367-7460

Abstract

The Doctrine of Eschatology has always been the core issue among world religions. The Concept of Resurrection, being essential element of the doctrine of Eschatology, had been expounded by world religions in different way. Some are of the view that there is no resurrection at all, while other perceives it as reunion of soul and body after death and transmigration of soul as per actions being performed in previous life. The aim of research study is to expound the concept of belief in resurrection and its impact on human life. Various Textual and empirical evidences are analyzed to comprehend the concept of resurrection and its necessity. It is found that Islamic teachings have discussed the doctrine of resurrection in detail. Since Allah SWT is the Omnipotent, so it is not difficult for Him to reunite the segregated soul and flesh, as He created it from non-existence. The study showed that behavior, attitude, and actions of those who believe and of those who don't believe in doctrine of resurrection are quite different. It is concluded that belief in resurrection makes human as a responsible being, consequently, his/her actions and attitude creates a positive

CC BY

impact on his/her behavior towards others and by large on humanity as well. Contrary to this, the actions of those who don't believe in resurrection results negative impact on human behavior and actions.
***Keywords**: Eschatology, Resurrection, Islamic teachings, empirical evidences, rejection of resurrection, behavior, responsible.*

تعارف

معاد کی لغوی و اصطلاحی تحقیق: بَعَثَ، یبَعثُ، بعثاً بمعنی بھیجنا، روانہ کرنا، نبی یا رسول کو مبعوث کرنا، برپا کرنا، خوابیدہ شخص کو بیدار کرنا[1]، مسلط کرنا، اور اللہ تعالیٰ کا مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنا[2] اور بمعنی لشکر بھی استعمال ہوتا ہے[3]۔

Literally, "Resurrection" means the rising of the dead, returning to life, and revival of perished body and soul"[4].

یعنی مردوں کے دوبارہ جی اٹھنے، زندہ ہونے، روح اور جسم کے دوبارہ انضمام کو معاد کہا جاتا ہے۔ اصطلاح میں معاد سے مراد احیاء الموتی و اخراجھم من القبور ہے۔ سعد الدین تفتازانیؒ کہتے ہیں کہ

"البعث هو أن يبعث الله الموتي من القبور بأن يجمع أجزائهم الاصلية ويعد الارواح إليها"[5]

"یعنی اللہ تعالیٰ کا قبر سے مردوں کو دوبارہ اجزاءِ اصلیہ کے ساتھ اٹھانا اور اسے روح کے ساتھ ملانے کو بعث کہتے ہیں"۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تصور معاد

اسلامی تعلیمات میں معاد کے لئے بعث، حشر، نشر، اور حیات بعد الممات کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جس میں تداخل پایا جاتا ہے جو کہ معاد اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے لئے استعمال ہوتے ہیں گوں کہ ان تمام مصطلحات کے الگ مفاہیم بھی ہیں[6]۔ جیساکہ " حشر" کلمۃ جو کہ اخراج، نکال دینے، جلاوطن کر دینے، اور جمع کرنے کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ یعنی جس دن لوگوں کو حساب کتاب کی غرض سے صور پھونکنے کے بعد انکے قبروں سے اٹھائے جائے گے اور میدان محشر میں اکٹھے کئے جائینگے۔ جیساکہ سورۃ الحشر میں آتا ہے:

"هُوَ الَّذِيٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ"[7]

یعنی وہی ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو پہلے ہی حملے میں ان کے گھروں سے باہر کیا۔

اسی طرح حشر اور نشر مترادف معنوں میں بھی استعمال ہوتے ہیں جو کہ قرآن میں حشر دنیوی اور اخروی دونوں کے معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔ روز محشر کے دن لوگوں کو قبروں سے نکالا جائے گا اور میدان محشر کی طرف ہانکا جائے گا[8]۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ"[9]

اسی طرح سورۃ الزمر میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ"[10]

یعنی اور اس روز صور پھونکنے کی وجہ سے زمین اور آسمان کے سب مخلوقات مر جائے گے ماسوائے ان کے جنہیں اللہ زندہ رکھے گا، اس کے بعد ایک دوسرے صور پھونکنے پر یکایک تمام مردے دوبارہ اٹھائے جائے گے۔

اس کی تفسیر میں سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں دو مرتبہ صور پھونکنے کا تذکرہ ہے جبکہ اس سے پہلے والے صور پھونکنے کا تذکرہ سورۃ النمل میں ذکر ہوا ہے ارشاد باری ہے:

"وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ"[11]

یعنی کہ جب اس روز پھونک ماردی جائے گی تو زمین اور آسمان والے سب گھبرا جائے گے۔

ان نفخات ثلاثہ کا ذکر حدیث میں بھی وارد ہوا ہے۔ پہلے کو "نفخة الفزع" یعنی دہشت زدہ کرنے والی پھونک کہا جاتا ہے۔ دوسرے کو "نفخة الصعق" یعنی مار دینے والی پھونک کہا جاتا ہے جیسے کہ سورۃ الزمر میں ارشاد ہوتا ہے

"وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ"[12]

یعنی جب صور پھونکا جائے گا تو زمین اور آسمان کے تمام مخلوقات مار گرادئے جائے گے

جبکہ تیسرے کو" نفخة القيام لرب العالمين" کہتے ہیں۔ اس مرحلہ پر اللہ تعالیٰ تمام ذی ارواح کو اپنے اجسام کے ساتھ دنیاوی حالت کے ساتھ قبروں سے اٹھائیں گے تاکہ حساب کتاب ہو[13]۔ جس کی طرف سورۃ المطففین اور سورۃ الکھف میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

"يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ"[14]

سورۃ الکھف آیت 47 اور 99 میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا"[15]

.یعنی ہم لوگوں کو جمع کریں گے، ہم ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔

اسی طرح ارشاد ہے:

"وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا"[16]

یعنی اس دن صور پھونکنے پر ہم سب لوگوں کو جمع کرلے گے اور جہنم کو کافروں پر پیش کریں گے۔

اس کیفیت کی منظر کشی سورۃ یٰسین میں کچھ اس طرح سے کی گئی ہے ارشاد باری ہے:

"وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ"[17]

" یعنی وہ دنیاوی معاملات میں مصروف ہونگے کہ یکایک صور پھونک دی جائے گی اور ان سب کو اللہ کے ہاں پیش ہونے کے لئے قبروں سے اٹھادئے جائے گا تو یہ لوگ کہیں گے کہ ہمیں کس نے ہماری خواب سے اٹھادیا۔۔۔اور یوں یہ سب ہمارے سامنے ہونگے۔

درج بالا قرآنی آیات اور احادیث سے یہ بات منتج ہوتی ہے کہ روز قیامت کے قیام سے پہلے اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو حساب کتاب اور جزاوسزا کی خاطر دوبارہ زندہ کریں گے۔ اب یہ مسئلہ کہ معاد/بعث جسمانی ہوگا یا روحانی؟ تو اس حوالے سے علماء اور فلاسفہ میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے([18])۔ جمہور علماء کا مسلک آیات قرآنی کے داخلی شواہد اور قرائن کی بنیاد پر یہ ہے کہ

قیامت کی دوبارہ زندگی اسی دنیاوی گوشت وپوست کے ساتھ ہو گی۔ ذیل میں قرآنی آیات کی روشنی میں معاد اور دوبارہ جی اٹھنے کے تصور اور اس کے مراحل کو ذکر کیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں معاد کا تصور اور اس کے مختلف مراحل

قرآن کے اہم مباحث اور مضامین میں ایک مبحث عقیدہ آخرت کا ہے ۔ عقیدہ آخرت کے دیگر اجزاء میں ایک جزء تصور معاد ہے جو کہ تمام انبیاء کا متفقہ عقیدہ رہا اور یہی وجہ ہے کہ اس کو ایمانیات کا لازمی جزء قرار دیا گیا ۔ بعث بعد الموت اور معاد کی امکانیت اور ترتیب کا نقشہ سورۃ الطہ میں کچھ اس طرح سے کھینچا گیا ہے ارشاد باری تعالی ہے:

"مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى"[19]

یعنی اسی زمیں سے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے، اور اسی میں تمہیں واپس لے جائیں گے اور اسی سے تم کو زندہ کرکے نکالیں گے۔

قرآن نے تصور معاد کا خاکہ مرحلہ وار پیش کیا ہے جس میں پہلا مرحلہ پیدائش سے موت، دوسرا مرحلہ موت سے دوبارہ زندہ ہونے جبکہ تیسرا اور آخری مرحلہ احیائے ثانی کے بعد جزاء وسزا والا ہے[20]۔ جس پر قرآن سے استدلال کچھ اس طرح سے کیا گیا ہے۔

پہلا مرحلہ: انسان کی تخلیق اول اور اس کے مراحل پر تخلیق دوم کو قیاس کرنے کا قرآنی تصور

دوسرا مرحلہ: بنجر زمین کا نزول مطر سے دوبارہ زندہ کرانے سے استشہادات

تیسرا مرحلہ: تصور معاد پر حسی اور واقعاتی شہادتیں اور قرآن کا طرز استدلال

پہلا مرحلہ: انسان کی تخلیق اول اور اس کے مراحل پر تخلیق دوم کو قیاس کرنے کا قرآنی استدلال

قرآن مجید تفصیل کے ساتھ بیشتر آیات میں عقیدۃ البعث والمعاد کو زیر بحث لاتا ہے۔ ان میں انسانی تخلیق اول اور کائنات کی تخلیق اول کا تذکرہ ہوتا ہے جس پر معمولی غور و فکر سے بعث کی امکانیت ثابت ہو جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"قَالَ مَنۡ يُّحۡىِ الۡعِظَامَ وَهِىَ رَمِيۡمٌ ۞ قُلۡ يُحۡيِيۡهَا الَّذِىۡۤ اَنۡشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ‌ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلۡقٍ عَلِيۡمُ "[21]

کہتا ہے کون ہے جو ان بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔ اس سے کہہ دیجئے کہ جس نے پہلے ان کو زندہ کیا تھا وہی ان کو دوبارہ پیدا کرے گا اور وہ تخلیق کو جانتا ہے۔

اسی طرح سورۃ عنکبوت میں ہے کہ:

"اَوَلَمۡ يَرَوۡا كَيۡفَ يُبۡدِئُ اللّٰهُ الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ"[22]

یعنی کیا ان لوگوں نے کبھی دیکھا ہی نہیں ہے کہ اللہ کس طرح تخلیق کی ابتداء کرتا ہے اور پھر اس کا اعادہ کرتا ہے؟ یقینا یہ اللہ کے لئے آسان ہے۔

سورۃ الروم میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَهُوَ الَّذِىۡ يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ وَهُوَ اَهۡوَنُ عَلَيۡهِ "[23]

یعنی اور وہی ہے جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے، اور پھر اس کا اعادہ کرتا ہے اور یہ کام ان کے لئے آسان ہے۔

اسی طرح سورۃ احقاف میں کائنات جیسے عظیم الشان تخلیق کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ لَمۡ یَعۡیَ بِخَلۡقِہِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰی ؕ بَلٰۤی اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ "[24]

یعنی کیا ان لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ اللہ تعالی زمین اور آسمان کو پیدا کرتے ہوئے جب نہیں تھکا ہے تو کیا وہ ان مردوں کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکے گا؟ کیوں نہیں یقیناوہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَ ھُوَ الَّذِیۡۤ اَحۡیَاکُمۡ ۫ ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ ثُمَّ یُحۡیِیۡکُمۡ ؕ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَکَفُوۡرٌ"[25]

یعنی اللہ تالی وہ ذات ہے جو زندگی بخشتا ہے، موت لاتا ہے اور پھر دوبارہ زندہ کرتا ہے۔ مگر انسان بڑا منکر حق ہے۔

ایک دوسری جگہ میں ارشاد باری ہے کہ:

" اَوَ لَمۡ یَرَ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا خَلَقۡنٰہُ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ فَاِذَا ھُوَ خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ ۝ وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِیَ خَلۡقَہٗ ؕ قَالَ مَنۡ یُّحۡیِ الۡعِظَامَ وَ ھِیَ رَمِیۡمٌ ۝ قُلۡ یُحۡیِیۡہَا الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَہَاۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ "[26]

یعنی کہ انسان نہیں دیکھتا کہ ہم نے اس کی تخلیق ایک حقیر نفطہ (منی) سے کیا۔اور وہ اپنی پیدائش کی حقیقت کو بھول کر اور جھگڑالو بن کر ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے۔اور اس بات پر بضد ہے کہ کون ہے جو ان بوسیدہ ہڈیوں کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ ان سے کہہ دیجئے کہ وہ تخلیق کا ماہر ہے وہی جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا دوبارہ زندہ کرے گا۔

قیامت کے دن اللہ تعالی اپنی قدرت سے ان تمام مخلوقات کو دوبارہ جمع کرے گا ارشاد باری ہے:

" اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ؕ لَیَجۡمَعَنَّکُمۡ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ "[27]

یعنی اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، وہ تم سب کو اس قیامت کے دن جمع کرے گا۔

سورہ غافر جس کو سورۃ المومن بھی کہا جاتا ہے میں اللہ تبارک وتعالیٰ ایک رجل مومن کا فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰؑ کے دفاع میں عقیدہ آخرت، جزاء وسزا کا تصور بڑے تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ وہ اپنی قوم سے کہتا ہے کہ اے میری قوم اس دنیا کی زندگی چند روزہ ہے جبکہ ہمیشہ کے قیام کی جگہ آخرت ہے اور جو برائی کرے گا اس کا اتنا ہی بدلہ ملے کا جتنی اس نے برائی کی ہو گی، اور جو نیک عمل کرے گا خواہ وہ مومن مرد ہو یا عورت سب جنت میں داخل ہونگے جہاں انکو بے حساب رزق دیا جائیگا[28]۔

یہ تمام آیات ایک طرف اللہ تعالی کی قدرت پر دلیل قاطع ہے تو دوسری طرف یہ آیات بعث جسمانی اور روحانی پر بھی دلیل ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالی پہلی مرتبہ عدم سے اپنی قدرت کاملہ سے کسی شے کو وجود (جسم اور روح) بخشتا ہے اور اس کو تخلیق کرتا ہے تو عقل سلیم کا تقاضا ہے کہ پھر مرنے کے بعد دوبارہ اس کا احیاء خالق حقیقی کے لئے بہت آسان اور سہل ہوگا۔

دوسرا مرحلہ: بنجر زمین کا نزول مطر سے دوبارہ زندہ کرانے سے استشہادات

اللہ تبارک وتعالی سورۃ الحج میں مشرکین مکہ کے عقیدہ آخرت کے متعلق شکوک و شبہات کا ازالہ کرتے ہوئے انسانی تخلیق کے مختلف مراحل اور پھر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا تذکرہ کرتے ہیں اور ساتھ بنجر اور مردہ زمین کو بارش برسانے سے دوبارہ زندگی بخشنے کا مثال پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْــــًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ"[29]

یعنی اے لوگوں تمہیں موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر اگر کوئی شک وشبہ ہے تو تم کو یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ ہم ہی نے تو تمہیں مٹی سے، پھر نطفے، خون کے لوتھڑے سے، اور پھر شکل اور بغیر شکل والی گوشت کی بوٹی سے تمہیں پیدا کیا۔۔۔۔۔۔پھر ایک خاص مدت تک ہم اس نطفے کو رحموں میں ٹھہراتے ہیں اور اس کے بعد تمہیں ماں کی رحم سے اس دنیا میں لاتے ہیں اور تمہاری پرورش کرکے تمہیں جوانی تک پہنچاتے ہیں۔ پھر تم میں سے بعض لوگوں پر پہلے موت طاری ہوتی ہے اور بعض بدترین عمر تک لوٹائے جاتے ہیں تاکہ وہ عبرت حاصل کر سکیں۔ اس کے بعد بنجر زمین کی مثال دی جارہی ہے فرماتے ہیں کہ زمین جب بنجر ہوتی ہے اور اس پر ہم بارش نازل کرتے ہیں تو اس کی بدولت زمین میں جان آتی ہے اور اس بنجر زمین سے خوش نما نباتات اگلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور یہ سب وہ حکیم خالق ذات کی قدرت سے ہورہا ہے۔ یہ مثال اس بات پر دلیل ہے کہ کیسے اللہ تعالی ماں کی رحم میں انسان کو تخلیق کے مراحل سے گزارتا ہے اور پھر اسے دنیا میں لاتا ہے اور اس کی پرورش کرواکر زندگی کے مختلف مراحل سے گزارتا ہے۔ اس طرح وہی ذات خداوندی مردہ اور بنجر زمین کو بارش کے ذریعے زندہ کرتا ہے اور اس میں ہریالی لے آتا ہے۔

تیسرا مرحلہ: تصور معاد سے متعلق حسی واقعات پر قرآنی استدلال

مذکورہ بالا مراحل معاد پر قرآنی طرز استدلال اپنے اندر کمال کا اعجاز رکھتا ہے۔ اسی طرح تیسرا مرحلہ معاد پر بھی قرآن کریم میں کئی ایسی شہادتیں اور حسی واقعات کا تذکرہ موجود ہیں جس سے معاد کی حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے۔ اتنی تفصیل کے ساتھ قرآن کا تصور معاد پر بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اقوام عالم کا رویہ اس حوالے سے یا تو انتہائی سطحی تھا اور یا کم فہمی اور انکار پر مشتمل تھا۔

قرآن کریم میں بنی اسرائیل کا واقعہ بعث اور معاد جسمانی پر دلیل قاطع ہے۔ جس میں یہودیوں کے علاقے داوردان یا ذاورداب[30] میں طاعون مرض کی بیماری پھیل گئی تھی[31] تو یہودی موت کی خوف سے علاقہ چھوڑ کر چلے گئے جس کی وجہ سے اللہ تعالی نے ان سب[32] پر ایک صحراء میں موت طاری کردیا اور وہ سب مر گئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد جب وہاں سے اللہ کا ایک پیغمبر[33] گزر رہے تھے تو ان کی دعا کی بدولت ان کو دوبارہ زندہ کروادیا جو اس بات پر دلیل ہے کہ اگر اللہ رب العالمین نے کیسے ان کو اس دنیا میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا۔ یہ واقعہ حسی شہادت ہے جو اس بات پر دلیل ہے کہ اگر اللہ تعالی جو کہ عدم سے وجود دیتا ہے اور پھر اس کو مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے یہ بعید از عقل نہیں ہے کہ روز قیامت حساب کتاب کے لئے ان کو دوبارہ زندہ نہیں کیا جاسکے گا[34]۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِھِمْ وَھُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۠ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۣ ثُمَّ اَحْيَاھُمْ"[35]

یعنی کیا تم نے ان لوگوں کے حال پر کچھ غور کیا ہے جو ہزاروں کی تعداد میں موت کی ڈر کی وجہ سے اپنے گھر بار چھوڑ کر نکلے تھے؟ اللہ نے ان سے فرمایا: مر جاؤ اور پھر انہوں نے ان کو دوبارہ زندہ کیا۔

عجائب القرآن مع غرائب القرآن کے مصنف نے تفسیر صاوی اور روح البیان کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان لوگوں کی تعداد 70 ہزار تھی جو جنگل میں موت کے خوف سے بھاگ کر گئے تھے پھر وہاں اللہ نے ان پر موت طاری کی مگر پھر حضرت حزقیلؑ کے دعا کے بدولت وہ سب دوبارہ زندہ ہو گئے[36]۔

اسی طرح بنی اسرائیل کے علاوہ ماضی میں بھی بعض لوگوں کو اللہ تعالی نے مار دیا اور پھر ان کو نشان عبرت کے واسطے دوبارہ زندہ کیا۔ جیسے کہ سورہ البقرہ میں وارد ہوا ہے کہ جب بنی اسرائیل موسی علیہ السلام کیساتھ جبل طور پر گئے تو اللہ تعالی نے ان پر موت طاری کیا تاہم بعد میں ان کو زندہ کیا گیا اللہ فرماتے ہیں:

"وَ اِذۡ قُلۡتُمۡ یٰمُوۡسٰی لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَہۡرَۃً فَاَخَذَتۡکُمُ الصّٰعِقَۃُ وَ اَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثۡنٰکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَوۡتِکُمۡ "[37]

یعنی یاد کرو جب تم نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا کہ ہم تمہارے کہنے کا ہر گز یقین نہ کریں گے جب تک ہم اپنی آنکھوں سے علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں۔ پس جب تم کو ایک زبردست آواز (صاعقہ) نے جکڑ لیا جس کی وجہ سے تم مر گئے تو ہم نے پھر تمہیں زندگی عطا کی۔

انہی واقعاتی شہادتوں میں حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ کی طرف اللہ تعالی ہماری توجہ مبذول کراتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اَوۡ کَالَّذِیۡ مَرَّ عَلٰی قَرۡیَۃٍ وَّ ہِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوۡشِہَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحۡیٖ ہٰذِہِ اللّٰہُ بَعۡدَ مَوۡتِہَا ۚ فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہٗ ؕ قَالَ کَمۡ لَبِثۡتَ ؕ قَالَ لَبِثۡتُ یَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ یَوۡمٍ ؕ قَالَ بَلۡ لَّبِثۡتَ مِائَۃَ عَامٍ فَانۡظُرۡ اِلٰی طَعَامِکَ وَ شَرَابِکَ لَمۡ یَتَسَنَّہۡ ۚ وَ انۡظُرۡ اِلٰی حِمَارِکَ وَ لِنَجۡعَلَکَ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَ انۡظُرۡ اِلَی الۡعِظَامِ کَیۡفَ نُنۡشِزُہَا ثُمَّ نَکۡسُوۡہَا لَحۡمًا"[38]

اس آیت میں دو مثالیں پیش کی جارہی ہے۔ یعنی ایک اس شخص (حضرت عزیرؑ) کی مثال دی جارہی ہے جو ایک ایسی بستی سے گزرا جو تباہ وبرباد ہو چکا تھا تو انہوں نے کہ ان تباہ شدہ آبادی کو کیسے اللہ تعالی دوبارہ زندہ کرے گا؟ تو اللہ تعالی نے اس پر بھی موت طاری کیا اور وہ سو برس تک وہاں پر مردہ پڑا رہا۔ پھر اللہ تعالی نے اس کو دوبارہ زندگی عطا کی اور اس سے پوچھنے لگا، کیا تم بتا سکتے ہو کہ تم یہاں پر کتنے عرصہ کے لئے پڑے رہے، جس کے جواب میں اس نے کہا کہ بس ایک دن یا چند گھنٹوں کے لئے۔ جس پر اللہ تعالی نے ان کو خبردار کیا کہ تمہیں مرے ہوئے تم پر سو سال گزر چکے ہیں اور تمہارا کھانا بھی اسی حالت میں پڑا ہے۔ اسی طرح دوسری مثال ان کے گدھے کی دی جارہی ہے کہ ذرا اس کو دیکھئے کہ کیسے اس گدھے کی ہڈیوں اور ڈھانچے پر گوشت چڑھا دیتے ہیں اور اسے اپنی قدرت سے کیسے آپ کے لئے نشان عبرت بنا کر دوبارہ زندہ کرتے ہیں۔ اس آیت میں اِوکالذی مرَّ سے اکثر روایات میں مراد حضرت عزیرؑ ہے جبکہ بعض دوسرے روایات میں ارمیا بن حلقیا اور خضر علیہ السلام بھی مراد لئے گئے ہیں جو ایک علاقہ سے گزر رہے تھے جہاں اس کے مرنے پر سو سال مرنے گزرے تھے اور اسے دوبارہ زندہ کیا گیا تھا۔

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے رب سے احیاء موتی کی کیفیت معلوم کرنے کے سوال پر اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کے اطمینان قلبی کے لئے پرندوں کو بھی دوبارہ زندہ کیا تھا۔ ارشاد ہوتا ہے:

"وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰہٖمُ رَبِّ اَرِنِیۡ کَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ؕ قَالَ اَوَ لَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ قَالَ بَلٰی وَ لٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ ؕ قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَۃً مِّنَ الطَّیۡرِ فَصُرۡہُنَّ اِلَیۡکَ ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنۡہُنَّ جُزۡءًا ثُمَّ ادۡعُہُنَّ یَاۡتِیۡنَکَ سَعۡیًا"[39]

یعنی جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے التجاء کیا تھا کہ مجھے دکھائے آپ کیسے مردوں کو زندہ کرتے ہیں تو اللہ تعالی نے ابراہیمؑ سے کہا کہ کیا تم میری بات پر یقین نہیں رکھتے؟ جس پر ابراہیمؑ نے کہا کہ میں تو یقین کرتا

ہوں مگر اگر ایسا ہو جائے تو مجھے عین الیقین اور شرح صدر ہو جائے گا۔ جس پر اللہ تعالی نے ابراہیمؑ سے کہا کہ چار مانوس پرندے لے لیجئے اور اسے ٹکڑوں میں بانٹ کر اس کے اجزاء کو مختلف پہاڑوں پر رکھنے کے بعد ان پرندوں کے اجزاء کو اپنے طرف بلاو یہ حکیم اور مقتدر ذات کے حکم پر تمہارے طرف دوڑکے آئیں گے۔

اسی طرح ایک بنی اسرائیلی کے قاتل میں جب شک ہونے لگا تو اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام کو گائے ذبح کرنے کا حکم کیا تاکہ مقتول کو مذبوحہ گائے کے کسی ٹکڑے سے مارنے سے مقتول زندہ ہو کر خود گواہی دے کہ قاتل کون ہے۔ اور ایسا کرنے سے مقتول زندہ ہوا اور قاتل کی نشاندہی کی جو کہ بعث جسمانی اور معاد روحانی دونوں پر ایک واقعاتی دلیل ہے۔ ارشاد باری ہے:

"فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى"[40]

یعنی قاتل کی نشاندہی کے لئے ہم نے ان سے کہا کہ مذبوح گائے کے ایک حصے سے مقتول کی لاش کو ضرب لگاؤ ایسا کرنے پر اللہ تعالی نے اس مردہ جان میں روح ڈال دی اور اسے نشانی کی طور پر دوبارہ زندہ کیا۔

اس کے علاوہ قرآن مجید میں اصحٰب کہف کے دوبارہ زندہ ہونے کے واقعات موجود ہے جو اس بات پر اتمام حجت ہے کہ نہ صرف یہ کہ قیامت کے دن مرے ہوئے لوگوں کی بعث جسمانی ہو گی بلکہ بعث روحانی بھی ہو گا۔ ان امثال اور واقعات کو ذکر کرنے کے مقاصد جلیلہ کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالی اپنی قدرت کاملہ سے جس طرح پہلی بار عدم سے وجود میں لاتا ہے، بنجر زمین کو بارش کے ذریعے دوبارہ زندہ کرتا ہے، اسی طرح وہ اپنی قدرت کاملہ سے اس مرے ہوئے مخلوق اور انسان کو آسانی کے ساتھ دوبارہ زندگی عطا کرے گا۔

یہودی تصور معاد پر قرآنی استدلال

تصور معاد پر قرآن کے پیش کردہ حسی واقعات اور شہادتوں میں بنی اسرائیل کے تصور معاد کو بھی ذکر کیا گیا۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اقوام عالم میں سے بنی اسرائیل اور یہودیوں کے تصور معاد کو تفہیم کے غرض سے ذکر کیا جائے تاکہ یہ بات آسانی کے ساتھ سمجھ میں آجائے کہ جس قوم اور ملت کا جتنا روز قیامت اور معاد کے حوالے سے تصور پراگندہ ہوگا اتنا ہی وہ قوم اور ملت غیر ذمہ دار اور معاشرتی امن اور سکون کے لئے خطرہ بن جاتا ہے۔

اہل قبلہ[41] کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس دار ابتلاء کی زندگی کے بعد مرنا ہے اور مرنے کے بعد قیامت قائم کیا جائیگا[42]۔ تاہم اس امر میں اہل قبلہ کے ہاں ابتداءً کوئی تعارض نہیں تھا تاہم مرور زمانہ کیساتھ بعث بعد الموت کے تصور میں قدرے اختلاف کے پیدا ہونے سے یہود و نصاری اس میں تردد کرنے لگے اور بالآخر تصور معاد سے انکار کرنے لگے۔ جس پر ان کے کتب[43] اور قرآن بھی دال ہیں۔ قرآن کریم میں صحف ابراہیم اور صحف موسیٰ کے حوالے سے حیات اخروی کا ذکر کیا جاتا ہے[44] جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ عقیدہ آخرت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر یہودی بھی دراصل ایمان رکھتے تھے لیکن یہ تصور اتنی اہمیت کے باوجود موجودہ تورات میں نہ ہونے یا پراگندہ ہونے کی وجہ صاف صاف اس بات کو تقویت دے رہی ہے کہ تورات تحریف شدہ ہے۔ تورات اور تلمود کے مطالعہ سے یہ بات منکشف ہو جاتی ہے کہ وہاں نہ صرف تصور معاد بلکہ یوم القیامہ کے حوالے سے بھی واضح اشارات نہیں ملتے اور جو اشارات ملتے ہیں اس کو علماء یہود نے زمین پر قیامت کے برپا ہونے پر محمول کرتے ہیں[45]۔ یہودی جس طرح جنت اور جہنم کے برپا ہونے کے حوالے سے بھی متضاد رائے رکھتے ہیں اسی طرح ثواب اور

عقاب کو بھی اسی مادی دنیا کیساتھ منسلک کرتے ہیں۔ یہود اپنے لیے جنت میں خلود ثابت کرتے ہیں جبکہ گناہ گار یہودی کیلئے جہنم میں خلود کے قائل نہیں ہیں[46]۔

یہودی اس دنیا کو اخروی دنیا پر ترجیح دیتے ہیں۔ وہ اپنے اپکو اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے سمجھتے ہیں اور شعب اللہ المختار کہتے ہیں۔اس زعم باطل کی بنیاد پر وہ یہاں تک کہنے لگے کہ اگر ہم مر جائے تو ہمیں آگ نہیں چھوئے گی۔اللہ ان کے اس دعوی کی تردید کرتا ہے اور فرماتے ہیں کہ ایسا ہر گز نہیں ہے۔اور اگر تم اس دعوی کی صداقت پر یقین رکھتے ہو تو اپنی موت کے لئے دعا مانگو لیکن وہ موت کی تمنا نہیں کرینگے۔

"قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ"[47]

یعنی ان سے کہو، اے لوگو جو یہودی بن گئے ہو، اگر تمہیں یہ گھمنڈ ہے کہ باقی سب لوگوں کو چھوڑ کر بس تم ہی اللہ کے چہیتے ہو تو موت کی تمنا کرو اگر تم اپنے اس زعم میں سچے ہو۔

اللہ تعالی ان کے بگڑی ہوئی تصور معاد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً"[48]

یعنی ماسوائے چند دنوں کے ہمیں جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔

یہ یہودیوں کا زعم باطل ہے کہ آگ ان کو نہیں چھو سکے گی کیونکہ یہ اللہ کے چہیتے یا شعب مختار (Chosen People) ہے۔ان آیات کے سبب النزول میں جو روایات وارد ہوئے ہیں اس میں عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہودی کے نزدیک اس دنیا کی عمر سات ہزار سال (سبعۃ الاف سنۃ) ہے اور ہر ہزار سال میں سے صرف ایک دن یہودی گناہ گاروں کو عذاب دیا جائیگا۔اسی طرح کا کل ملا کر یہ سات دن یعنی ایک ہفتہ بن جاتا ہے[49]۔اسی طرح امام المفسرین علامہ ابن جریر طبریؒ کہتے ہیں کہ ابن زید نے کہا کہ میرے والد نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے کہا:

"أنشدكم بالله وبالتوراة التي أنزلها الله علي موسي يوم طور سيناء, من أهل النار الذين أنزلهم الله في التوراة؟ وقالوا :إن ربهم غضب عليهم غضبة, فنمكث في النار أربعين ليلة, ثم نخرج فتخلفوننا فيها, فقال رسول الله ﷺ كذبتم والله, لا نخلفكم فيها أبداً, فنزل القرآن تصديقاً لقول النبي ﷺ وتكذيباً لهم, فنزل قوله تعالي" وقالوا لن تمسنا النارإلا اياما معدودة"

یعنی میں آپ کو اللہ اور تورات کی قسم دیتا ہوں بتاو تورات میں مذکور جہنمی کون ہیں؟ تو وہ کہنے لگے کہ یقینا ہمارے آباؤاجداد کا رب ان پر غصہ ہوا تھا اس لئے ہم چالیس رات جہنم کی آگ میں گزاریں گے، اس کے بعد ہم وہاں سے نکلیں گے اور ہمارے بعد آپ وہاں جائیں گے۔ تو نبی ﷺ نے فرمای اللہ کی قسم آپ جھوٹ بولتے ہیں، ہم کبھی بھی آپ کے بعد نہیں آئیں گے، تو نبی اکرم ﷺ کی تائید میں اور ان کی تکذیب میں قرآن نازل ہوا، پس یہ آیت نازل ہوئی" وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً " یعنی ماسوائے چند دنوں کے ہمیں جہنم کی آگ کبھی نہیں چھو سکتی۔

اسی طرح ابن جریرؒ اس آیت میں ایک قول عبداللہ ابن عباسؓ کا بیان کرتے ہیں کہ یہود کہتے تھے کہ اللہ ہمیں آگ میں کبھی بھی نہیں ڈالا جائیگا ماسوائے ان دنوں کے بدلے جس میں ہم نے چالیس دن تک بچھڑے کی عبادت کی۔ جب وہ دن گزر

جائیں گے تو ہم میں سے وہ عذاب ٹل جائے گا[50]۔ ایک اور جگہ میں اللہ فرماتے ہیں کہ یہ یہودی جنت کو اپنے لیے جبکہ جہنم کو غیر یہودیوں کیلئے خاص کرتے ہیں جبکہ مرتد یہودیوں کیلئے ۱۲ مہینے کیلئے جہنم کا عذاب خاص کرتے ہیں[51]۔ارشاد باری ہے:

"وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ "[52]

یعنی ان کا کہنا ہے کہ کوئی شخص جنت میں نہ جائے گا جب تک کہ وہ یہودی نہ ہو یا عیسائی نہ ہو۔ یہ ان کی تمنائیں ہیں۔

احمد شلبی مقارنۃ الادیان میں بحوالہ Guignebert لکھتے ہیں کہ یہودی عقیدہ معاد اور حیاۃ بعد الممات کے تصور کے اسطرح قائل نہیں تھے جس طرح دوسری امم اس کا اس پر عقیدہ تھا۔ یہودیت کے ماہرین اس اعتبار سے یہودیوں کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ایک وہ جنھوں نے اپنے خدا کی مرضی کے مطابق اس مادی دنیا کی زندگی کو آزادی اور خوشی کیساتھ جی لیا۔ جبکہ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو اس نعمت سے محروم رہیں جو دین یہود کے خاطر مشکلات اور مصائب اٹھائیں اور اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اور یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ یہودی خدا کی پسندیدہ مخلوق ہے اور انکا خدا ان پر مہربان ہے لہٰذا انکا حق بنتا ہے کہ دوبارہ جی کر نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ اسی تصور کو بعد میں عقیدہ مسیح المنتظر کیساتھ جوڑ دیا گیا۔ اور یہودی دینی ادب کا حصہ قرار دے دیا گیا۔ اس بات کا اقرار عقاد اپنی کتاب (اللہ) ص 711 پر کرتے ہیں کہ یہ عقیدہ مسیح المنتظر نجات دہندہ ہوگا کو زرادشت سے یہودیت میں سرایت کر چکا ہے[53]۔ وہ مزید لکھتے ہیں کہ فریسی فرقے نے اس تصور کو اپنا کر باقی فرقوں سے شدید معارضت کیا۔اور پھر رفتہ رفتہ عقیدہ معاد کو یونانی اور عیسائی فلسفہ کی روشنی میں سمجھا جانے لگا۔ مسلمانوں سے متاثر ہو کر یہودی عالم موسی ابن میمون نے تیرہویں صدی میں تیرہ ارکان ایمان وضع کئے جس میں سب سے آخری نمبر پر عقیدہ معاد پر ایمان کو رکھا۔

تصور معاد، احادیث کی روشنی میں:

عقائد اسلام میں آخرت کا عقیدہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور اس عقیدے کی ایک اہم کڑی بعث بعد الموت ہے، یعنی مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنا ہے تاکہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں جیسا معاملہ کیا ہے اسی طرح ان کو سزاء یا انعام ملے۔ اور یہ عقیدہ اجزائے ایمان میں شامل ہے۔ حدیث جبریل علیہ السلام میں البعث بعد الموت پر یقین اور ایمان کا تذکرہ شامل ہے[54]۔ قضیۃ البعث کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے احادیث بھی وارد ہوئے ہیں۔ جن میں سے بطور نمونہ کچھ درج ذیل ہیں۔

1۔ حضرت انس بن مالکؓ نبی مہربان ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ:

"انا اول الناس خروجا اذا بعثوا"[55]

یعنی جب لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو سب سے پہلے میں باہر آؤں گا۔

اسی طرح ایک اور ارشاد ہے کہ

"إني لأول الناس تنشق الأرضُ عن جمجمتي يوم القيامة ولا فخر"[56]

یعنی یامت کے دن لوگوں میں سے سب سے پہلے میری قبر کشائی ہوگی اور (مجھے اس پر) فخر نہیں۔

2۔ نبی مہربان ﷺ سے روایت ہے کہ:

" روز قیامت ہر بندہ قبر میں اس حال میں اٹھایا جاتا ہے جس حالت میں اس کا انتقال ہوتا ہے۔ مومن اپنے ایمان پر اور منافق اپنے نفاق پر اٹھایا جاتا ہے[57] "

3- "عن أبي هريرة رضي الله عنه, عن النبي صلي الله عليه و سلم قال: "قال اللهُ كذَّبني ابن آدمَ ولم يكن له ذالك, وشتمني ولم يكن له ذالك, فأما تكذيبه إيايَ فقولُه لن يعيدَني كما بدأني وليس أولُ الخلقِ بأهونَ عليَّ من إعادتهِ, و أما شَتْمُه إيايَ فقوله اتخذاللّٰهُ ولداً و أنا الأحد الصمدُ لم أَلد ولم أُولد ولم يكن لي كفئاً أحدٌ[58] "

حضرت ابوہریرہؓ سے نبی مہربانؐ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ " اللہ تعالی کہتے ہیں مجھے ابن آدم نے میری تکذیب کی ہے، مجھے گالیاں دی جو کہ اس کے لئے مناسب اور درست نہیں تھا۔ انہوں نے یہ کہتے ہوئے مجھے جھٹلایا کہ ہمیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا اور دوبارہ زندہ کرنا آسان کام نہیں ہے۔ جبکہ اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ اس نے اللہ کے لئے بیٹا جنا ہے، البتہ میں صرف یکتا اور بے نیاز ہوں، نہ کسی سے جنا ہوں اور نہ کسی کو جنتا ہوں اور نہ میرا کوئی ہمسر ہے۔

4- "عن ابن عباس عن النبي صلي الله عليه و سلم قال: "يُحشر الناس يوم القيامة عُراةً غُرْلاً و أولُ الخلائقِ يُكسَي ابراهيم عليه السلام ثم قرأ: كما بدأنا أولَ خلقٍ نُعيدُه[59] "

" حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ " قیامت کے دن لوگوں کو برہنہ اور غیر مختون اٹھائے جائینگے۔ اور سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو لباس زیب تن کیا جائے گا اور اس کے بعد انہوں نے انہوں نے کہا کہ: جس طرح ہم نے تخلیق کی ابتداء کی اسی طرح اس کا اعادہ کرے گے "

5-"روى عن النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ لَيْسَ فِيهَا عَلَمٌ لأَحَدٍ[60] "

" یعنی قیامت کے دن لوگوں کو ایسے سفید زمین پر جمع کیا جائیگا جو میدی کی روٹی کی طرح سرخی مائل ہوگی اور اس پر کسی قسم کے زندگی کے آثار نہیں ہونگے "

6-"عَن أبي سلمة، عَن أَبي سعيد الخدري قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن الميت يبعث في ثيابه التي يموت فيها[61] "

ابو سلمہ ابو سعید الخدریؓ سے اور وہ نبی مہربانؐ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میت کو اسی حالت اور اس کپڑوں میں اٹھایا جائے گے جس حالت میں اور کپڑوں میں وہ ملبوس تھے۔

7- "عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اليَمَانِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ، قَالَ: «اللهم بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا» وَإِذَا قَامَ قَالَ: «الحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ62"

حذیفہ بن الیمان کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ اپنے بسترے پر آتے تھے تو کہتے اے اللہ اپکے بابرکت نام کے واسطے سوتا ہو اور دوبارہ اٹھتا ہو (یہاں پر حالت نیند کو موت پر قیاس کیا گیا ہے) اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو کہتے کہ اللہ تعالی کا شکر ادا کرتا ہوں جنہوں نے مرنے کے بعد ہمیں دوبارہ زندگی بخشی، اور اسی کی طرف واپسی ہوگی۔

8- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ

كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ"[63]

یعنی حضرت ابو ہریرہؓ خاتم النبیین سے روایت کرتے ہیں کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگا جب تک تیس کے لگ بھگ دجال نہیں اٹھائے جائینگے، وہ سب یہ گمان کر رہے ہونگے کہ وہ اللہ تعالی کے رسول ہے۔

یہ اور دیگر احادیث وآثار عقیدہ آخرت اور تصور معاد کی امکانیت، حقیقت اور کیفیت[64] پر تفصیلی روشنی ڈالتی ہے جو اس بات پر دال ہے کہ عقیدہ معاد اور زندگی بعد الموت ضروریات دین میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء کرام نے عقیدہ آخرت اور معاد پر ایمان کی تبلیغ اور تلقین کی ہے۔

انسانی زندگی اور رویہ پر عقیدہ معاد کے اثرات

روز قیامت اللہ تعالی کے حضور پیش ہونے پر ایمان کی وجہ سے انسان کے انفرادی اور اجتماعی رویہ جو تبدیلی ظاہر ہوتی ہے اس کے دیر پا مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس جہاں کسی انسان یوم الآخرت اور بعث بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتا یا اس حوالے اس کے تصورات جتنے پراگندہ ہوں گے اتنا ہی اس کے اعمال اور زندگی پر منفی اثرات مرتب ہونگے۔ یہاں پر عقیدہ معاد پر ایمان یا عدم ایمان کے انسانی زندگی پر جو نقوش مرتب ہوتے ہیں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

روز قیامت پر ایمان انسان کو جرات، استقامت، شجاعت اور بہادر بنا دیتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ رضائے الٰہی کے خاطر انسان اپنی جان کو بھی ان کے راہ میں قربان کر دیتا ہے اور شہادت کے رتبہ پا لیتا ہے۔

اسی طرح انسان کا معاد پر ایمان ہو تو اس عقیدے کی بدولت ان کو اپنے اعمال کی جوابدہی کا احساس ہوتا ہے لہٰذا وہ اپنے نفس کو سنبھالتا ہے۔

روز قیامت پر ایمان انسان کو روحانی سکون اور اطمینان بخش دیتا ہے۔ اور اس دار فانی کو ابدی و حقیقی زندگی پر ترجیح نہیں دیتا۔

معاد پر اعتقاد کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان کے اعمال کی درستگی اور جوابدہی کے احساس کی بدولت معاشرہ میں امن وسکون قائم ہوتا ہے۔

معاد پر اعتقاد کا لازمی نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ انسان یہاں پر خیر کو پھیلاتا ہے اور برائی سے اجتناب کرتا ہے۔

تاہم اس کے برعکس اگر انسان کا روز قیامت پر ایمان نہ ہو یا اس حوالے سے تشکیک اور ابہام کا شکار ہو تو پھر نہ صرف یہ کہ وہ انسان اپنی انفرادی زندگی میں بلکہ اجتماعی زندگی میں بھی سکون اور خوشی کی بجائے اضطراب، مایوسی اور پریشانی کا شکار رہتا ہے۔ انسان جب معاد پر ایمان نہیں رکھتا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اپنے اعمال کا کسی کو بھی جوابدہ نہیں ہوگا تو وہ کیوں مشکلات پر صبر کریں؟ کیوں ظلم اور بغاوت نہ کریں؟ اس لئے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ بس یہی موجودہ زندگی ہے جو کہ ایک چانس ہے اور اس سے جتنا اور جیسا فائدہ لینا ہے لے لیجئے۔ اس قسم کا رویہ نہ صرف یہ کہ انسان کی انفرادی زندگی کو سکون سے عاری کر دیتا ہے بلکہ اس کی وجہ سے اجتماعی زندگی پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

نتائج البحث:

اس تحقیق سے درج ذیل نتائج برآمد ہوئے:

1. یہ کہ انسان روح اور جسم سے مرکب ہے اور ایک دن یہ دونوں اجزا تحلیل ہو جائے گے۔
2. تصور معاد کے لئے قرآن اور سنت میں جو اصلاحات استعمال ہوئے ہیں وہ تمام اصطلاحات روز قیامت کے انعقاد اور

اس کے مختلف مراحل پر دلیل ہے۔

3. اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے انسان کو عدم سے تخلیق اول بخشا لہٰذا یہ بات ان کے لئے بعید از عقل اور محال نہیں ہے کہ وہ انہیں اجزا منقسمہ سے دوبارہ انسانی کو جی اٹھا نہیں سکے گا۔

4. انسانی کے دوبارہ زندہ ہونے پر اللہ تعالی مختلف حسی اور واقعاتی شہادتوں کو بیان کرتا ہے جو اس بات پر دلیل تام ہے کہ مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا تاکہ اس کے اعمال کی بازپرس ہو اور ان اعمال کی بنیاد پر جزاء اور سزا ہو۔

5. تصور معاد کے منکرین یا اس حوالے سے پراگندہ تصورات، ابہامات اور غیر معقول فکر نے دنیاوی زندگی کو کھیل تماشا اور انسان کے رویہ اور اخلاق پر منفی اثرات مرتب کئے ہیں جس کی وجہ سے انسان اپنے اعمال پر اللہ تعالی کے ہاں جوابدہی کا احساس نہیں رکھتے۔ جس کی وجہ سے دنیا کے امن اور سکون کو خطرات لاحق ہوتے ہیں۔

6. اس مقالہ سے بات واضح ہوئی کہ موت اٹل ہے اور یہ دنیا دار العمل اور فانی ہے۔ اور انسان اپنے اعمال کے لئے اللہ تعالی کے سامنے پیش ہوگا تاکہ اس کے ساتھ عدل اور انصاف کیا جاسکے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

[1] ۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور، 2002ء، ج:4، ص: 423-429

Urdu Ma'ārif Islāmiyah, Punjab University Lahore, 2002, Vol: 4, PP: 423-429

[2] ۔ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، ناشر: دار صادر، بیروت 1414ھ/1994ء، ج:2، بذیل مادۃ: بعث

Ibn Manẓūr Al Afrīqī, Muḥmmad bin Mukarram, Lisān al 'Arab, (Nāshir: Dār al Ṣādir, Beirūt, 1414ah), Vol:2, Māddah: Ba'atha

[3] ۔ایضاً

Ibid

4.The American Heritage dictionary, published in 1969 by Boston publisher Houghton Mifflin

[5] ۔امام نسفی، شرح العقائد النسفیۃ، ص: 399-400

Imām Nasafī, Sharḥ al 'Aqāud al Nasafiyyah, PP:399,400

[6] ۔ علی ارسلان آیدین، البعث والخلود بین المتکلمین والفلاسفۃ، دار سخا للنشریات، 1998م، ص 47-51

'Alī Arslān Āydīn, Al Ba'Ḥadīth No: wal Khulūd Bayn al Mutakallimīn wal Falāsifah, (Nāshir: Dār Sakhā lil Nashriyāt, 1998ac), 47-51

[7] ۔الحشر، الآیۃ: 2

Al Ḥshar, Al Āyah:2

[8] ۔ دنیاوی حشر میں قرب قیامت سے پہلے مشرق سے نکلنے والی آگ کی وجہ سے لوگ مغرب کی طرف ہانکے جائے گے۔

فرج عبداللہ عبدالباری، یوم القیامۃ بین الاسلام والمسیحیۃ والیہودیۃ، طبعۃ الثانیۃ، بیروت، 1992م، ص: 174-178

Farj 'Abdullāh 'Abd al Bārī, Yawm al Qiyāmah Bayn al Islām wal Masīḥiyyah wal Yahūdiyyah, (Nāshir: Beirūt, 1992), PP:174-178

[9]۔ الانعام، الآیۃ: 38

Al An'ām, Al Āyah: 38

[10]۔ الزمر، الآیۃ: 68

Al Zumar, Al Āyah: 68

[11]۔ النمل، الآیۃ: 87

Al Naml, Al Āyah: 87

[12]۔ الزمر، الآیۃ: 68

Al Zumar, Al Āyah: 68

[13]۔ مودودی، ابوالاعلی، تفہیم القرآن، ترجمان القرآن لاہور، 1963م، ج:4، ص: 382، 383

Mawdūdī, Abū al A'lā, Tafhīm al Qurān, (Nāshir: Tarjamān al Qurān, 1963ac), Vol:4, PP:282,283

[14]۔ المطففین، الآیۃ: 6

Al Muṭaffifīn, Al Āyah: 6

[15]۔ الکہف، الآیۃ: 47

Al Kahf, Al Āyah: 47

[16]۔ الکہف، الآیۃ: 99

Al Kahf, Al Āyah: 99

[17]۔ یٰسین، الآیۃ: 50-53

Yāsī, AL Āyah: 50-53

[18]۔ ضیاء الدین، ڈاکٹر یحیٰی خان اور دیگر، فلاسفہ اور متکلمین کے تصور معاد کا تجزیاتی مطالعہ، برجس ج: 8، شمارہ 1، جنوری۔ جون 2021، ص: 88-98

Ḍyā al Dīn, Dr. Yaḥyā Khān and Others, Falāsifah Awar Dīgar Mutakallimīn Ky Taṣawwor e Ma'ād Kā Tajziyātī Muṭāli'ah, Burjis, Vol:8, Issue:1, January-June 2021, PP:88-98

[19]۔ طٰہٰ: الآیۃ، 55

Ṭāhā, Al Āyah: 55

[20]۔ تفہیم القرآن، طٰہٰ آیت، 55 کی تفسیر میں حاشیہ نمبر 28

Tafhīm al Qurān, Footnote No. 28 in Tafseer of Sūrah Ṭāhā verse: 55

[21]۔ یٰسین، الآیۃ: 78، 79

Yāsyvn, Al Āyah: 78,89

[22]۔ العنکبوت، الآیۃ: 19

Al 'Ankabūt, Al Āyah: 19

[23]۔ الروم، الآیۃ: 27

Al Rūm, Al Āyah: 27

[24]۔ الاحقاف، الآیۃ: 33

Al Aḥqāf, Al Āyah: 33

[25]۔ الحج: الآیۃ: 66

Al Ḥaj, Al Āyah: 66

[26]۔ یٰس، الآیۃ: 77-79

Yāsīn, Al Āyah: 77-79

[27]۔ النساء، الآیۃ: 87

Al Nisā,, Al Āyah: 87

[28]۔ المومن، الآیۃ: 39، 40

Al Mu,min, Al Āyah: 39,40

[29]۔ الحج: الآیۃ: 5

Al Ḥaj, Al Āyah: 5

[30]۔ محمد ادیب الصالح، الیہود فی القرآن والسنۃ، ناشر: دارالہدی، ریاض، 1403ھ/ 1993ء، ص: 30
Muḥmmad Adīb al Ṣāliḥ, Al Yahūd Fī al Qurān wal Sunnah, (Nāshir: Dār al Hady, Riyaḍ, 1403ah), P:30

[31]۔ اگر کسی علاقے میں طاعون مرض کی وباء پھیل جائے تو وہاں کے باشندوں اور باہر سے آنے والے لوگوں کے حوالے سے روایات میں تفصیل سے تذکرہ آتا ہے جس کی تفصیل بیان کرنے کا یہاں پر ضرورت نہیں ہے۔ تاہم اسلامی تعلیمات کا خلاصہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ جب شام کی طرف نکلتے ہے تو راستے میں پتہ چلتا ہے کہ شام میں وباء پھیل چکا ہے تو عمرؓ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے مشاورت کرنے کے بعد واپسی کا فیصلہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "نفر من قدراللہ الی قدراللہ"، جس کے حق میں عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ "إذا سمعتم به بأرض فلا تقدموا عليه, وإذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا فرارً منه".

[32]۔ تفسیر ابن کثیر نے وکیع بن الجراح کی سند سے سعید بن جبیر سے اور وہ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی تعداد 4000 تھی۔

[33]۔ بعض روایات میں اس کا نام حزقیل آیا جو موسیٰؑ کے بعد تیسرے پیغمبر کے طور پر پہچانے جاتے ہیں۔

[34]۔ محمد ادیب صالح، الیہود فی القرآن والسنۃ، ج: 1، ناشر: دارالہدیٰ، ریاض، 1993ء، ص: 29، 30
Muḥmmad Adīb al Ṣāliḥ, Al Yahūd Fī al Qurān wal Sunnah, (Nāshir: Dār al Hady, Riyaḍ, 1403ah), PP:29,30

[35]۔ البقرۃ، الآیۃ: 243

Al Baqarah, Al Āyah: 243

[36]۔ عبدالمصطفیٰ اعظمی، عجائب القرآن مع غرائب القرآن، انس پبلیکیشنز، لاہور، 2003ء، ص: 28، 29
'Abd al Muṣṭafā A'ẓamī, 'Ajā,ib al Qurān Ma'a Gharā,ib al Qurān, (Nāshir: Anas Publications, Lahore, 2003ac), PP:28,29

[37]۔ البقرۃ، الآیۃ: 55-56

Al Baqarah, Al Āyah: 55,56

[38]۔ البقرۃ، الآیۃ: 259

Al Baqarah, Al Āyah: 259

[39]۔ البقرة، الآیۃ: 260

Al Baqarah, Al Āyah: 260

[40]۔ البقرة، الآیۃ: 71-73

Al Baqarah, Al Āyah: 71-73

[41]۔ مراد یہودی، عیسائی اور مسلمان ہیں۔ ادیان کے فنی تقسیم کے اعتبار سے ان تینوں کے مجموعی کو سامی ادیان (sematic Religions) یا الہامی ادیان سے تعبیر کیا جاتا ہیں۔

[42]۔ تفہیم القرآن، سورہ طٰہٰ آیت، 55 کی تفسیر میں حاشیہ نمبر 28

Tafhīm al Qurān, Footnote No. 28 in Tafseer of Sūrah Ṭāhā verse: 55

[43]۔ ضیاء الدین و ڈاکٹر جاوید خان، یہودیت میں تصور معاد کا تجزیاتی مطالعہ، پشاور اسلامکس، ج: 10، شمارہ 1، جنوری۔جون 2019ء، ص: 14-31

Ḍyā al Dīn, Dr. Jāved Khān, Yahūdiyyat Main Taṣawur e Ma'ād Kā Tajziyātī Muṭāli'ah, Peshawar Islamicus, Vol:10, Issue:1, January-June 2019, PP:14-31

[44]۔ یسر محمد، الیوم الآخرۃ فی الادیان السماویۃ والدیانات القدیمۃ، ص: 51 پر بحوالہ ارشاد الثقات میں ابن اسحاق کی روایت ص: 22،23

Yusar Muḥmmad, Al Yawm Al Ākhirah Fī al Adyān al Samāwiyyah wal Diyānat al Qadīmah, P:51 Par Baḥawālah: Irshād al Thiqāt Main Ibn Isḥāq kī Riwāyat, P:22,23

[45]۔ ایضاً، ص: 53 بحوالہ کتاب ایوب 25:19-26

Ibid, P:53, Baḥawālah: Kitāb Ayyūb 25, 19-26

[46]۔ ایضاً، ص: 51، بحوالہ ابن کمونۃ، تنقیح المنات، ص: 52

Ibid, P:51, Baḥawālah: Ibn Kamūnah, Tanqīḥ al Manāt, P:52

[47]۔ الجمعۃ، الآیۃ: 6،7

Al Jum'Aḥmad, Al Āyah: 6,7

[48]۔ البقرة، الآیۃ: 80

Al Baqarah, Al Āyah: 80

[49]۔ تفسیر ابن کثیر، ج: ،1، ص: 218

Tafsīr Ibn Kathīr, Vol:1, P:218

[50]۔ سیوطی، لباب النقول، ص: 11

Sayūṭī, Lubāb al Nuqūl, P:11

[51]۔ یسر محمد، الیوم الآخرۃ فی الادیان السماویۃ والدیانات القدیمۃ، ص: 51۔ بحوالہ ارشاد الثقات میں ابن اسحاق کی روایت، ص: 22-23

Yusar Muḥmmad, Al Yawm Al Ākhirah Fī al Adyān al Samāwiyyah wal Diyānat al Qadīmah, P:51 Par Baḥawālah: Irshād al Thiqāt Main Ibn Isḥāq kī Riwāyat, P:22,23

[52]۔ البقرة، الآیۃ: 111

Al Baqarah, Al Āyah: 111

[53]۔ احمد شلبی، مقارنۃ الادیان، ص: 196 بحوالہ "The Jewish World in the time of Jesus" گینبرٹ، ص: 117

Aḥmad Shalbī, Muqāranah al Adyān, P:196 Baḥawālah :" The Jewish World in the time of Jesus" Gaynbert, P:117

[54]۔ بخاری، محمد بن إسماعیل، صحیح بخاری، کتاب: 2، باب: 3

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ al Bukhārī, Kitāb: 2, Bāb: 37

[55]۔ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل النبی ﷺ، دار الغرب بیروت، 1998، رقم الحدیث: 3610

Tirmidhī, Muḥammad bin 'īsā, Sunan al Tirmidhī, (Nāshir: Dār al Ghurb, Beirūt, 1998ac), Ḥadīth No: 3610

[56]۔ الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن دارمی، المقدمۃ، باب ما اعطی النبی ﷺ من الفضل، دار الکتاب العربی –بیروت، 1407، رقم الحدیث: 52

Al Dārmī, 'Abdullāh bin 'Abd al Raḥmān, Sunan Dārmī, Al Muqaddimah, (Nāshir: Dār al Kitāb al 'Arabī, Beirūt, 1407ah), Ḥadīth No: 52

[57]۔ احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، مؤسسۃ قرطبۃ –القاہرۃ، س-ن، رقم الحدیث: 14312

Aḥmad bin Muḥmmad, Musnad Aḥmad bin Ḥambal, (Nāshir: Mo'assasah Qurṭabah-Caira), Ḥadīth No: 14312

[58]۔ صحیح بخاری، رقم الحدیث: 4592

Ṣaḥīḥ Bukhārī, Ḥadīth No: 4592

[59]۔ نسائی، ابو عبدالرحمٰن، سنن النسائی، باب البعث، دار الکتب العلمیۃ –بیروت، 1991، رقم الحدیث: 2082

Nisā,ī, Abū 'Abd al Raḥmān, Sunan al Nisā,ī, (Nāshir: Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1991ac), Ḥadīth No: 2082

[60]۔ مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب فی البعث والنشور، دار احیاء التراث العربی –بیروت، س-ن، رقم الحدیث: 2790

Muslim, Muslim bin Ḥajjāj, Ṣaḥiḥ Muslim, (Nāshir: Dār Iḥyā' al Turāth al Arabī, Beirūt, Ḥadīth No: 2790

[61]۔ ابوداود، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، باب ما یستحب من تطہیر ثیاب المیت، دار الکتاب العربی - بیروت، س-ن، رقم الحدیث: 3114

Abū Dāwūd, Sulimān bin Ash'ath, Sunan Abī Dāwūd, (Beirūt: Dār al Kitāb al 'Arabī), Ḥadīth No: 3114

[62]۔ صحیح بخاری، باب ما یقولُ إذا نام، رقم الحدیث: 4312

Ṣaḥīḥ Bukhārī, Ḥadīth No:4312

[63]۔ صحیح مسلم، باب لا تقوم الساعۃ حتی یمر الرجل بقبر الرجل، فیتمنی ان یکون مکان المیت من البلاء، رقم الحدیث 157

Ṣaḥiḥ Muslim, Ḥadīth No: 157

[64]۔اسحاق بن راہویہ، المسند، رقم الحدیث: 2305، ج: 5، ص: 179

Isḥāq bin Rāhwayh, Al Musnad, Ḥadīth No: 2305, Vol:5, P:179